13 july 2020

Name - Adil Rashid

Assit. Professor (Urdu) RN COLLEGE
BRABU, MUZAFFARPUR

(ESSays) موضوع - انشائیہ

B.A (H) Part - I

Scanned with CamScanner

صنف انشائیہ

ہر صنف ادب کے کچھ مبادیات و مقتضیات ہوتے ہیں جو ایک صنف کو دوسرے اصناف سے الگ کرتے ہیں۔ لہذا انشائیہ کے بھی چند بنیادی عناصر ہیں۔

دوسرے اصناف کی طرح اس کی بھی کوئی جامع و مانع یا قطعی تعریف مشکل ہے۔ لیکن جس طرح ہم دوسرے اصناف ادب کی پہچان یا شناخت کر لیتے ہیں اسی طرح انشائیہ کی بھی پہچان یا شناخت کی جاسکتی ہے۔

سولہویں صدی میں فرانسیسی مفکر مونتین (Montaigne) نے اس صنف کا آغاز کیا۔ اس کی مشہور کتاب ایسیز (Essais) ہے جس میں اس نے "جھوٹوں پر"، "بڑھاپے پر" اور "سست گفتاری" وغیرہ کے عنوان سے ایسیز لکھے ہیں۔ اس میں وہ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ پوری کائنات کا احاطہ کرتا ہے۔

اسی کا ہم عصر بیکن (Bacon) نے انگلستان میں اس صنف

کو اپنایا۔ اس نے مونٹین (Montaigne) کے برعکس اس
ذاتی کے بجائے افکار پریشاں کا نام دیتا ہے۔ جسے انگریزی
میں Dispersed Meditation کہتے ہیں۔ جہاں مونٹین
حقیقت کا معصومانہ اظہار کرتا ہے بیکن دنیاوی ترقی
و کامرانی کا راز بڑے شگفتہ انداز میں بتاتا ہے۔
بیکن کے بیان فلسفیانہ چھاپ بہت گہری ہے

اٹھارہویں صدی میں ایڈیسن اور اسٹیل نے پیریوڈیکل ایسیز
(Periodical Essays) لکھے۔ انہیں سے متاثر ہو کر اردو میں
اس طرح کے ایسیز سر سید احمد خان نے لکھے جنہیں ہم مضامین
کے نام سے جانتے ہیں۔

انیسویں صدی میں چارلس لیمب، ہیزلٹ، ہنٹ اور ڈی کوئنسی
نے پرسنل ایسیز (Personal Essays) کا آغاز کیا۔
بیسویں صدی میں اس صنف کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔
جان جی، رابرٹ لنڈ، جیروم کے جیروم، چیسٹرٹن اور

Scanned with CamScanner

اور ورجینیا وولف وغیرہ نے اس ادب کو عروج پر پہنچایا۔ اردو میں اس کا آغاز سرسید کے مضامین سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اخلاقی، مذہبی اور سیاسی اصلاح کو اپنا موضوع بنایا۔ اس روایت کو مرزا فرحت اللہ بیگ، پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی، کنہیا لال کپور، عظیم بیگ چغتائی، سجاد حیدر یلدرم اور شوکت تھانوی وغیرہ نے آگے بڑھایا۔ ان تمام لوگوں کے یہاں طنز و مزاح کی چھاپ بدرجۂ اتم موجود ہے۔ جہاں سرسید ایک خطیب کی طرح اخلاقی درس دیتے ہیں جس میں کبھی ہنسی تو کبھی چٹکی کی بو ہوتی ہے۔ فرحت اللہ بیگ بزرگوں کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں کہ آج قہقہہ لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پطرس بخاری پیروڈی (Parody) اور خاکہ کشی (caricature) سے مزاح کے حساس رنگ کو بیدار کرتے ہیں۔ انہیں اس فن کی مہارت حاصل ہے۔ شوکت تھانوی واقعہ، خاکہ اور لطیفہ بازی سے قاری کو محظوظ کرتے ہیں۔

پہلی ۔

اردو میں ہم ایسے (Essays) کو انشائیہ کہتے ہیں۔
انشائیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ پڑھنے والے کو فوراً مسرت
کے آغوش میں لے لیتا ہے ۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا اس کی کوئی جامع تعریف نہیں ۔ یہ
ایک نثر پارہ ہے جو ایک سے دو تین صفحوں پر
پھیلا ہوتا ہے ۔ زندگی کے کسی بھی پہلو کو بطور موضوع پیش
کیا جا سکتا ہے ۔ انشائیہ میں موضوعیت (Subjectivity)
اہم ہے ۔ اس کے ذریعے انشائیہ نگار چیزوں کو اپنے رنگ میں
رنگ لیتا ہے اور قاری اس کی گرفت میں آجاتا ہے ۔ انشائیہ
میں شخصی اور غیر شخصی پہلوؤں کی آمیزش اور انظمام) دونوں
ہوتا ہے ۔ انشائیہ میں طنز و مزاح کی چاشنی مستحسن ہے لیکن
اس کا مقصود بالذات بن جانا ٹھیک نہیں ۔ انداز بیان
کا جاذب اور دلفریب ہونا لازمی ہے ۔ اس میں

وہ اس میں نکھرا ہوا اسلوب، شستہ شستہ جملے، برجستہ و برمحل

الفاظ کا صنائی کی صفات ہیں۔ انشائیہ میں نو تقاضے کی

لطافت ہونی چاہیے اور طنز و مزاح کی وہ کیفیت جب جھلکے

بالطبع۔ بقول ورجینیا وولف "He must know – ~~that~~
that is the first essential – how to write."

اپنے مخصوص مزاج کی بنا پر انشائیہ ایک لطیف صنف سخن ہے۔

اس میں افسانے کا تاثر، ناول کا فلسفہ حیات، ڈرامے کے لمحات،

غزل کا سا ایجاز اور پس منظر میں شگفتگی کی دھیمی دھیمی سماں

ہوتا ہے۔

بیسویں صدی میں اس کے فروغ کی کئی وجوہات ہیں۔ انسان کے

گوناگوں مسائل، ذات اور غیر ذات کا تصادم۔ انشائیہ

ہمارے انہیں وجدانی حالتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ زندگی اور

زندگی کی قدر و قیمت سے سب سے زیادہ وابستہ ہوتا ہے۔

انشائیہ نگار کے نزدیک زندگی کی مثبت اور منفی دونوں

پہلو اہم ہیں اور اس میں اس کی ذات کا انکشاف بذات خود

انشائیہ کا سب سے قیمتی عنصر ہے ۔

Scanned with CamScanner